مکمل انسان‘ سچا انسان

مولانا عبدالقدوس ہاشمیؒ

میں نے پروفیسر کینٹ ول اسمتھ کو بڑا قابل‘ بڑا معقول اور ایک عمدہ آدمی پایا۔ میری ان سے بہت سی ملاقاتیں رہیں۔ ایک روز وہ کہنے لگے کہ کیا اسلام ہمیشہ سے تھا؟ میں نے کہا: بالکل‘ وہ تھا۔ کہنے لگے کہ اسلام کے لفظی معنی ہیں اطاعت کے لیے سر جھکا دینا۔ میں نے کہا: بالکل ٹھیک معنی‘ کس کی اطاعت کے لیے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ کی اطاعت کے لیے۔ میں نے کہا: اور یہ بتاؤ کہ اس کا علم کیسے ہوگا؟ ٹیلی فون پر تو اللہ تعالیٰ بولتے نہیں۔ ٹیلی گرام دو تو جواب نہیں دیں گے‘ خط لکھو تو جواب نہیں دیں گے‘ تو یہ معلوم کیسے ہوگا کہ ان کی اطاعت کیسے ہو؟

میں نے کہا: سنو! ایک لڑکا تھا‘ وہ کہتا تھا کہ یہ آدمی جو کھڑا ہے میرا ماموں ہے۔ میں نے کہا کہ واقعی تم کو معلوم ہے کہ یہ تمھارا ماموں ہے؟ تم اپنی ماں کو سچی سمجھتے ہو کہ یہ اس کا بھائی ہے؟ کہنے لگے: نہیں! ماں کی صداقت پر مجھے شبہہ ہے۔ میں نے کہا تو ماموں کیسے ہوئے؟ یہ بیان کر کے میں نے کہا بھائی! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن مجید کو خدا کی کتاب کہتے ہیں...... میں نے کہا: اچھا بھائی وہ جو خدا کی مرضی تھی‘ وہ مرضی معلوم کیسے کریں گے اور خدا کی اطاعت کیسے کریں گے؟ کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لیے سیدھی بات کا اقرار کیجیے کہ اگر رسولؐ اللہ کی صداقت کا یقین ہے تو سمجھ میں آئے گا کہ یہ کیا ہے‘ ورنہ اس کے علاوہ سرے سے یہ عقل کی بات ہی نہیں کہ جب خدا کی مرضی نہیں معلوم تو خدا کی رضا کی کوشش کیسے ہوگی؟ کہنے لگے: یہ تو سب کہتے ہیں۔

میں نے کہا: اچھا عیسیٰ مسیحؑ کی زبان سے نکلا ہوا کوئی ایک ٹکڑا سنا دو جس میں وہ خدا کی مرضی بیان کرتے ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو نہیں ہے۔ میں نے کہا: پھر کس افسانے کی بات کرتے ہو‘ اس اسلام کی جو حضرت آدمؑ سے لے کر رسولؐ اللہ تک تھا‘ اس کی تعبیر صرف ایک ہی کر سکتے ہیں کہ جو رسولؐ اللہ نے کر کے بتلایا اور کہہ کے بتلایا۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی یہ بتایا ہوگا‘ حضرت ابراہیمؑ نے بھی یہی بتایا ہوگا‘ حضرت نوحؑ نے بھی یہی بتایا ہوگا لیکن بابا ہیں کہاں ان کے الفاظ۔ تم کہتے ہو کہ ترجمے کے ترجمے کا ترجمہ‘ اور اس کا ترجمہ کرنے

والے کا نام نہیں بتلاتے ہو'اس لیے کہ یہ مہمل سی بات ہے۔ ایک لطیفہ تو یہ سنا دیا آپ کو کہ اماں کو تو سچا نہیں کہیں گے لیکن ابا کو ابا کہیں گے' اچھا کیسے کہیں گے۔

ایسا اُلجھا ہوا دماغ ہے' معمولی مسائل ہیں' اور معلوم ہوگا کہ بات کہہ دی بڑی عالمانہ' حالانکہ انتہائی مہمل بات ہے۔ خبر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے' جب تک خبر لانے والے کی صداقت پر ایمان نہ ہو' خبر ہمیشہ محل صدق و کذب ہے۔ جب تک کہ مخبر کو صادق نہ مان لیا جائے' دنیا کا سارا انٹرنیشنل لا ختم ہو جائے گا' دنیا کا نظام ختم ہو جائے گا۔ اگر اس قسم کی کوئی ترتیب نہ ہو تو رسولؐ اللہ مخبر ہیں اور ان کے علاوہ کسی اور مخبر کے الفاظ ہمارے پاس نہیں' پھر اس کے بعد اللہ کی اطاعت کے اور کون سے طریقے ہیں۔ اتنا غلط منطقی دعویٰ ہے یہ کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا' جب میں نے یہ سمجھایا تو خیر اِدھر اُدھر کی بات کرنے لگے' بس قضیہ ختم!

ایسے ہی ایک اور لطیفہ سنا دوں' جب میں چین گیا تو وہاں ڈاکٹر آف نیچرل گائڈنس بتلایا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوگا' سب غلط ہے کہ یہ ہوتا ہے' اور وہ ہوتا ہے۔ انھوں نے مجھ سے وقت لیا کہ ملنے آ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ ضرور آیئے۔ آئے اور انھوں نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور کہنے لگے کہ کوئی بات ہے پوچھنے کی؟ میں نے کہا: پوچھنے کی کیا بات رہی' زندگی بھر پریشان رہے کہ اس کے بعد جزا ہوگی یا سزا ہوگی' آج تم نے چھٹکارا دیا' اب جو جی چاہے سو کرو' شکریہ بھائی! اب کیا سوال کروں۔ انھوں نے کہا: نہیں نہیں کچھ سوال کرو!

میں نے کہا: اچھا بھائی! صرف یہ بتلا دیجیے کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوتا ہے' اس کی خبر آپ کو کیسے ہوگئی؟ کہنے لگے کہ یہ کیا سوال ہوا؟ میں نے کہا: سامنے ایک درخت ہے' اس کے پیچھے ایک مکان ہے' اس مکان میں کوئی عورت بیٹھی ہے کہ نہیں بیٹھی ہے' جواب دے سکتے ہو؟ اگر تم اس کا جواب ایجابی دیتے ہو کہ ہاں ہے تو تمھیں اس کا علم ہونا چاہیے' سلبی دیتے ہو تو اس کا علم ہونا چاہیے۔ اگر میں تم سے پوچھوں کہ تم نے اس کو وہاں جا کر دیکھا؟ اور جواب میں تم کہہ دو کہ کبھی نہیں دیکھا۔ اچھا اگر کسی دیکھنے والے نے تم کو جواب دیا' تب تم کیا کہہ سکو گے کہ کوئی دیکھنے والا ہی نہیں' اچھا اب تمھارے جواب کی قیمت کتنی رہ گئی' حساب لگا کر بتاؤ' تو صفر' سرے سے بے معنی ہو کر رہ گئی' سارا جواب تمھارا صفر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لیے کہ تمھارے پاس علم ہی نہیں۔ اس لیے کہ نہ تم نے خود دیکھا' نہ کسی دیکھنے والے کو دیکھا' تو میں کہتا ہوں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوتا' سوال جواب' اس کا تجربہ آپ کو کتنی بار ہوا' کتنی مرتبہ مر کر دیکھا؟ کہنے لگے کہ کبھی نہیں۔ میں نے کہا: کسی مرنے والے نے آ کے جواب دیا؟ کہنے لگے کہ وہ بھی نہیں' تو میں نے کہا اچھا مکمل جہالت پر یقین رکھتے ہو؟--- کیا قیمت ہوگی' مکمل جہالت' بے معنی' سرے سے غیر منطقی بات۔ میں نے کہا: تمھارے پاس کوئی ذریعہ نہیں' تو غصے میں

کہنے لگا کہ تمھارے پاس کیا ذریعہ ہے؟

میں نے کہا کہ میرے پاس ۵۲ برس کا بوڑھا، نہایت نیک آدمی چلا آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے معراج میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، چشم دید شاہد ہوں۔ اب دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں، یا وہ جھوٹا ہے یا سچا۔ میں نے تلاش کرنا شروع کیا تو ثوبیہ کو پکڑا، حلیمہ سے پوچھا، جس نے پہلا قطرہ دودھ پلایا تھا اس بوڑھے آدمی کو اس نے کہا کہ نہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ حلیمہ سے پوچھا کہ تیری گود میں تتلا کر بولنا سیکھا تھا، اس نے کہا کہ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ عقبہ بن ابی معیط پھر ابولہب سے پوچھا، ابوجہل سے پوچھا اور بی بی سودہ بنت ابی زمعہ، سب نے کہا کہ نہیں صاحب اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، تو میں سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں کہ آخر یہ شخص، اپنے فائدے کے لیے جھوٹ نہیں بولتا ہے، اپنی مخالفت کے لیے جھوٹ کاہے کو بولے گا۔ تب ہم نے اس کو سچا تسلیم کیا، اس کی بات مان لی، اب بتاؤ بھلے اور بے وقوف آدمی کا فرق؟

میں ایک ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ اس نے میری نبض پکڑی اور کہا تم کو مزمن پیچش ہے اور اس نے شیشی نکال کر دی، اس کے اُوپر لکھا ہوا تھا، 'پوائزن' اور اس شیشی سے نکال کر ایک ٹکیہ دی کہ اس کو کھا جاؤ۔ تب میں نے نہ ڈاکٹر کی رجسٹریشن دیکھی اور نہ سرٹیفیکیٹ دیکھا، بس دوا کھا گیا۔ انھوں نے کہا: ہاں، یہی ہوتا ہے۔ میں نے کہا: میرے دوست! تم نے ڈاکٹر کا بورڈ دیکھ کر اپنی جان اس کے حوالے کر دی تو تم بہت عقل مند ہو اور ہم نے ۵۲ برس ٹھونک بجا کر اس کو دیکھا اور اپنا ایمان اس کے حوالے کر دیا تو ہم بے وقوف ہیں!

دیکھیے اصل بات یہ ہے، ان لوگوں کے سوچنے کا انداز علمی طور سے غلط ہے، ان کا انداز فکر ہی اتنا غلط ہے کہ وہ غلط نتائج تک پہنچتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم کو یہ نظر آتا ہے کہ دنیا میں جتنی تحریکیں پیدا ہوتی ہیں، وہ کسی ایک رخ کو متاثر کرتی ہیں، کوئی اقتصادی ہوتی ہے، کوئی سیاسی ہوتی ہے، مگر ایک تحریک ایسی پیدا ہوئی جس نے انسانی زندگی کے ہر رخ کو متاثر کیا۔ نکاح وطلاق کے قواعد بدل دیے، کھانے پینے کے اصول بدل دیے، سوچنے کے طرز بدل دیے، یہ بدل دیے، وہ بدل دیے۔

ایسی عظیم الشان تحریک جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتی چلی گئی اور اس تحریک کو برپا کرنے والا وہ بے بس انسان ہے جس کے پیچھے نہ کسی شہزادگی کی روایت ہے، نہ وہ کسی کالج کا سند یافتہ ہے، لیکن اس کے باوجود اس کی تحریک کامیاب ہوئی اور اتنی کامیاب ہوئی کہ اپنی زندگی ہی میں کمال تک پہنچتے دیکھا۔ ۹ لاکھ ۲۷ ہزار ۶ سو مربع میل پر اس کی حکومت قائم ہوگئی صرف ۱۰ برس کے اندر۔ جو دیکھتا ہے گھبرا جاتا ہے کہ ایسا بے کس آدمی کہ طائف کے بازار میں لوگ پتھر پھینک رہے ہوں اور کوئی ایک گلاس پانی تک دینے والا نہیں، اور صرف ۱۰ برس کے عرصے میں اتنے بڑے رقبے پر اس کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ ایسی کامیابی کس نے

دیکھی' جب کہ تاریخ انسانی کی ۷ ہزار برس کی معلوم تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ دنیا میں کسی تحریک چلانے والے نے اپنی زندگی میں اس کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھا۔ یاد رکھیے کہ انسانی زندگی اتنی چھوٹی ہے کہ کسی انسان کی زندگی میں کوئی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ ایک واقعہ ہے انسانی تاریخ میں' صرف ایک واقعہ ہے کہ محمد رسولؐ اللہ نے تحریک چلائی اور اپنی زندگی میں کامیابی سے اس کو دیکھ لیا۔ جب ایسا واقعہ ان کی سمجھ میں آتا ہے انگریز بے چارے پڑھنے والے کے تو پھر وہ طرح طرح کی باتیں نکالتا ہے' کچھ جہالت سے' کچھ اپنے تعصب سے۔ اس کو اتنی موٹی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو صاحبِ ایمان ہونے کی بنا پر رسولؐ اللہ پر ایمان کامل ہو گیا' یہ بات غیر مسلم کو سمجھ میں نہیں آتی......

اصل سوال یہ ہے کہ کائنات میں کچھ مقدس صداقتیں ہیں' ان پر سب متفق ہیں کہ انسان کو ایسا ہونا چاہیے' جھوٹ نہیں بولنا چاہیے' بددیانت نہیں ہونا چاہیے وغیرہ۔ یہ عالم گیر صداقت ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں' اس میں کسی مذہب اور ملت کا بھی فرق نہیں ہے۔ بس اس صداقت والا آدمی دنیا سے گم ہو گیا تھا' انسان کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ رسولؐ اللہ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا نے دیکھا کہ اچھا بھلا آدمی کسے کہتے ہیں' جب پہلی بار رسولؐ اللہ ایک بھلے آدمی نظر آ گئے تو بھلے آدمی کا جو پیمانہ انسانیت نے آدمؑ سے لے کر اب تک قائم کر رکھا تھا' اس پر ایک آدمی صحیح اُترا' اس کے بعد سب کے سب جھک گئے' یہی تو ایک آئیڈیل تھا جس کو دنیا تلاش کر رہی تھی' تو مستشرقین کے مطالعے کے لیے چاہیے کہ ہم ایک باقاعدہ لٹریچر پیش کریں۔ دنیا کو سمجھائیں کہ تم ایمان سے نہیں سمجھتے تو اتنا تو سمجھتے ہو کہ ''آئیڈیل انسان تھا' بھلا آدمی جو تھا وہ دنیا میں ۷ ہزار برس سے نہیں مل رہا تھا' مختلف وقتوں میں پیغمبر کوشش کرتے رہے' لیکن ایسا آئیڈیل نہیں مل رہا تھا اور جب رسولؐ اللہ کی ذات میں انسانیت نے ایسا آئیڈیل دیکھا تو (اسے تسلیم کر لیا)......

یہ اتنی موٹی سی بات ہے جو تم کو سمجھ میں نہیں آ رہی' تم دیکھو کہ اس ۹ لاکھ مربع میل میں کتنا حصہ ملٹری آپریشن کے ذریعے آیا' صرف ۴ ہزار مربع میل' تو مستشرقین صاحبان میں غلطی یہ ہے کہ یہ صحیح اور منطقی طور پر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اب رہی دشمنی تو مفتوح قوم کو فاتح قوم سے ہمیشہ دشمنی رہی ہے۔ ہم کو چاہیے کہ ہم مربوط طریقے سے' صرف ان کی تردید میں نہیں' بلکہ صحیح ترین نقشہ پیش کریں۔ بھلا دیکھیے اس میں کیا منطقی مغالطہ ہے' سیدھی بات ہے کہ رسولؐ اللہ کی ذات میں ایک مکمل انسان نظر آ گیا' نہ سمجھ میں آنے والی کیا بات ہے' میں نے پروفیسر اسمتھ سے کہا کہ بڑا غیر منطقی انداز ہے آپ لوگوں کا' منطقی انداز یہ ہے کہ معلومات جمع کرو' اس طرح کہ اصل حقیقت خود سامنے آ جائے۔ (ترتیب: سید صباح الدین' عبدالرحمٰن' معارف' جولائی ۱۹۸۲ء)